(۸۹) رجسٹری شدہ ٹپہ سرکار عالی (۸۹)



طریقت بجز خدمتِ خلق نیست به تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ماہنامہ

انیس الغربا

(۱۳۵۵ھ)

پیار کر کے اپنے بچوں کو ادھر بھی ایک نظر الحذر دنیا میں آزادِ یتیمی الحذر

(مدیر)

خواجہ بدرالدین

خادم

مردانہ و زنانہ یتیم خانہ انیس الغربا نامپلی حیدرآباد دکن

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ٭ ہم کیا ہیں جو کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا، ہوا کرم سے تیرے ٭ جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

مردانہ و زنانہ یتیم خانہ انیس الغرباء (قیام ۱۳۳۳ف)

ہمارا نصب العین

پبلک میں خاموش کام کی صلاحیت پیدا کرنا عمل سے دور اور رہنا [illegible] یتیموں کا احساس [illegible] تعلیم و تربیت

عمومیات یتیم خانہ

اردو کی ابتدائی تعلیم حساب و کتاب صنعت و حرفت کی تعلیم خیاطی، فرنیچر سازی، نجاری، بید بافی، مولڈنگ آہنگری و اصلاح سازی کی تقسیم مع

دوکانات یتیم خانہ۔ جہاں کام آرڈروں پر لیا جاتا ہے اور دفاتر سرکاری کے آرڈروں کی تعمیل بھی کیجاتی ہے

خصوصیات (ھذا من فضل ربی) یتیم خانہ

مردانہ و زنانہ مذہبی خاص عملی تعلیم۔ لڑکوں کے حفظ کی جماعت۔ دکن میں لڑکیوں کے حفظ کی واحد تعلیم گاہ۔ لڑکیوں کی خالص اسلامی تعلیم [illegible] کے ساتھ پرورش و پرداخت۔ دکن میں یتیم و بیسہارا لڑکیوں کی واحد شادی گاہ۔ دکن میں نابیناؤں کے نوشت و خواند کی تعلیم [illegible] نابیناؤں کی بید بافی کی تعلیم کا واحد مقام۔ نومسلمین و نومسلمات کی خالص اسلامی تعلیم کا واحد قیام گاہ۔ جو لڑکے بوجہ ناداری انگریزی سلسلہ تعلیم کو جاری نہیں رکھہ سکتے۔ دکن میں ان کے میٹرک ایف اے۔ بی اے وغیرہ کی تعلیم و طعام کے انتظام کا واحد قیام گاہ

باشندگان اضلاع کی مذہبی ناواقفیت کے مدنظر خدمات شرعیہ کی خاص تعلیم

بقول۔ مولنا سید سلیمان صاحب ندوی۔ ملک کے طول و عرض میں اکثر یتیم خانوں کو پرورش گاہ دیکھا لیکن اسکو پرورش گاہ کے علاوہ تربیت گاہ پایا جو بڑی خصوصیت ہے

بقول۔ مولنا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی۔ میں نے آجتک کسی یتیم خانہ میں جملہ امور ضروریہ کو ایک جا مجتمع نہیں دیکھا جیسا کہ یہاں۔ جی چاہتا ہے کہ دیوبند کے طلبہ کو [illegible]

بقول۔ مولنا عبد الباری صاحب پروفیسر۔ میں مسلمانوں کے قومی کاموں سے بددل ہو چکا ہوں لیکن اسکو مستثنیٰ کاموں میں پایا جنکا خلوص [illegible]

بقول۔ مولنا حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ اگر مخلصین بیعت قبول کرتے ہوتے تو میں مولنا خواجہ بدر الدین صاحب سے بیعت کر لیتا اور ان سے اس کام کا طریقہ سیکھ لیتا۔

آپ

یتیم خانہ کی کارگذاریوں کی ضمانت اس سے بڑھکر اور کیا چاہتے ہیں جبکہ وہ بلا سرپرستی احدے صرف پبلک امداد پر محض توکل علی اللہ کام کر رہا ہے۔

ماہنامہ انیس الغرباء

جلد (۲)	فہرست مضامین بابتہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ہجری	شمارہ (۴)

نشان	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	سرکار بغداد کی جناب میں (نظم)	سیماب اکبرآبادی	۲
۲	سرکار بغداد کی پاک زندگی کے اہم حالات	ادارہ	۶
۳	قصر حمراء	〃	۸
۴	گیارہویں شریف	〃	۱۰
۵	نعت شریف (نظم)	ماہر القادری	〃
۶	یتیم خانہ کی دو لڑکیوں کی شادی	ادارہ	〃
	میری ایک تمنا سرکار مدینہ کے حضور	مولوی ابو ظفر موید الدین حسن صاحب فاروقی والاجاہی عہدہ دار بندوبست صحرا	۱۱
۸	قیصر روم کو دعوت اسلام	حدیث شریف	۱۳
۹	کونسا اسلام بہتر ہے	〃	۱۴
۱۰	مومن کی علامت	〃	〃
۱۱	دوزخ میں عورتیں زیادہ ہوں گی۔	〃	〃
۱۲	ورزش جسمانی	نواب احمد علی خان صاحب متعلم جاگیردار کالج	۱۵
۱۳	حق پرستی	ادارہ	۱۶
۱۴	ہماری اقتصادی تباہی	〃	۱۷
۱۵	اسراف و کفایت شعاری اور موت و حیات	〃	۱۹
۱۶	سچی باتیں	صدق	۲۲
۱۷	ارشاد الصوفی مثنوی الرومی	مولوی مفتی ابو الخیر سید شاہ احمد علی صاحب صوفی	۲۳

تنقیح — سرکار بغداد کی جناب میں

سیماب اکبرآبادی

رخصت اے ضبط کہ اب ضبط کا یارا نہ رہا
حیف ناچیز کہ جینے کا سہارا نہ رہا
اختیار اپنی طبیعت پہ ہمارا نہ رہا
تھا جو اقبال کی زینت وہ ستارا نہ رہا
گردشِ چرخ نے تقدیر میں چکر ڈالا
فلکِ پیر نے برباد ہمیں کر ڈالا

تھیں زمانہ کی ہوائیں جو نشانی اپنی
ہوگئیں آہ، وہی دشمنِ جانی اپنی
مل گئی خاک میں سب سحر بیانی اپنی
ہوگئی افسانۂ پارینہ کہانی اپنی
اب یقین کون کرے ہم کبھی خوشحال بھی تھے
سنگریزے ہیں جہاں آج وہیں لال بھی تھے

اک زمانہ میں تھے ہم مالکِ انسانیت
تھی ہر اک پھول میں اس باغ کے رضوانیت
آج غالب دلِ وحشی پہ ہے نفسانیت
روح اب ہم میں رہی اور نہ روحانیت
گلِ پژمردہ کی مانند فسردہ ہم ہیں
مردنی چہرہ کی شاہد ہے کہ مردہ ہم ہیں

ہاں وہ قوم ہے کہتے تھے مسیحا جس کو
تھا میسر شرفِ ملتِ بیضا جس کو
لوگ کہتے تھے ہر اک قوم سے اعلیٰ جس کو
آسماں والے سمجھتے تھے فرشتہ جس کو
تذکرے جس کے سرِ عرشِ بریں جاتے تھے
جس کے پیغام کو جبریلِ امیں آتے تھے

اس کی فریاد دلِ سنگ میں گھر کرتی تھی
آہِ دلدوز پہاڑوں پہ اثر کرتی تھی
قوم یکسوئی کی حالت میں بسر کرتی تھی
راتدن عیش و مسرت میں گذر کرتی تھی

اب نہ آہوں میں اثر ہے نہ کشش نالوں میں
دن گزرتے ہیں مصیبت کے بُرے حالوں میں

کی جو فریاد تو سنتا ہ دوسرا نے نہ سُنی
کوئی حسرت کسی گوشِ شنوا نے نہ سُنی
کی شکایت بھی تو اربابِ وفا نے نہ سُنی
اور پھر کون سنے گا جو خدا نے نہ سُنی

آرزومندیِ اصحابِ دعا کون سُنے
نامرادی کا کریں کس سے گلہ کون سُنے

حسرتیں ساتھ لئے جانبِ کعبہ بھی گئے
سر بکف جانبِ سرکارِ مدینہ بھی گئے
دادخواہی کے لئے تا درِ خواجہ بھی گئے
مشہدِ پاک پہ مایوسِ تمنا بھی گئے

چھان لی ساری خدائی کوئی یاور نہ مِلا
حسرتِ بے سروساماں کو کہیں گھر نہ ملا

نامرادی کا اب افسانہ سنائیں کس کو
دل پہ جو بیت رہی ہے وہ دکھائیں کس کو
چارہ سازی کے لئے ڈھونڈ کے لائیں کس کو
چارہ گرِ درد مصیبت کا بتائیں کس کو

دادخواہی کا بھی دنیا میں سہارا نہ رہا
آج کیا کوئی زمانہ میں ہمارا نہ رہا

لبِ خاموش کب آمادۂ فریاد نہیں
کوئی فریاد نواز دلِ ناشاد نہیں
نالے کرنے کا نیا ڈھنگ ہمیں یاد نہیں
آہ اپنا کوئی وا ماندۂ بیداد نہیں

شورِ بے سود ہے، بیکار ہے نالہ اپنا
یعنی اب کوئی نہیں پوچھنے والا اپنا

ہاں مگر ایک درِ فیض و عطا باقی ہے
ایک بام اور پئے آہِ رسا باقی ہے

ایک دربار امیدوں کا بھرا باقی ہے سانس باقی ہے تو اُمید بقا باقی ہے
دم ذرا بھی نہیں فریاد و بکا میں باقی
ہے مگر آس دل نالہ سرا میں باقی

کون وہ فیض کا در ہے، درِ غوث الاعظمؓ منبع فتح و ظفر ہے، درِ غوث الاعظمؓ
جود و الطاف اثر ہے، درِ غوث الاعظمؓ بیکسوں کے لئے گھر ہے، درِ غوث الاعظمؓ
حسرت آباد نہیں ہوتی ہے برباد وں کی
رات دن بھیڑ لگی رہتی ہے فریادوں کی

انجمن رہتی ہے پروانوں سے بھرپور ان کی قطب عالم ہیں، رسائی ہے بہت دور ان کی
آس رکھتا ہے ہر ایک بیکس و مجبور ان کی دستگیری ہے ہر اک قوم میں مشہور ان کی
دردمندوں کے دلِ زار کی یہ تسکیں ہیں
ان سے اسلام ہے زندہ یہ "محی الدیں" ہیں

دلِ ناکام چل اس در کی بھی سیوا کر لیں جھکے روضہ پہ ذرا عرضِ تمنا کر لیں
آستانہ سے علاجِ سر سودا کر لیں یہ بھی حسرت نہ رہے اس کو بھی پورا کر لیں
گلۂ جور کریں شکوۂ بیداد کریں
آ، ذرا منتِ شاہنشہِ بغداد کریں

موجزن بحرِ تمنا میں ہے طوفاں مدد دے پار ہونے کا نہیں ہے کوئی ساماں مدد دے
ظلمت افزا ہے تاریکیِ حرماں مدد دے مدد دے بہر خدا، یا شہِ جیلاں مدد دے
غوث الاعظمؓ بمن بے سر و ساماں مدد دے
قبلۂ دیں مدد دے کعبۂ ایماں مدد دے

تھا کیا آپ نے جس دین کا سامان حیات آپ کو حق نے کیا جس کے لئے جان حیات
آہ وہ دین ہے اب تشنۂ لب شان حیات چند سانسیں فقط اب اس کی ہیں مہمان حیات

آئی ہے موجِ فنا سر سے گذرنے کے لئے
اب سہارا بھی نہیں کوئی اُبھرنے کے لئے

آپ کا فیض ہے مشہورِ زمانہ یا غوث رح
آپ کا در ہے غریبوں کا ٹھکانا یا غوث رح
آپ ہیں اہلِ ولایت میں یگانہ یا غوث رح
آپ ہی سُن لیں مصیبت کا فسانہ یا غوث رح

پھر نہ کہنا کہ نہ تھی حالتِ ملّت معلوم
اب تو یکسوئی کا رونا ہے مسرّت معلوم

آپ تو روضۂ پرنور میں آرام کریں
اور فقیر آپ کے نالے سحر و شام کریں
کس سے اب ہم گلۂ گردشِ ایام کریں
عرض کس طرح نہ حالِ دلِ ناکام کریں

تا کجے خوابِ گراں، خواجۂ دوراں اٹھئے
حشر اُٹھنے کو ہے اب یا شہہ جیلاں اُٹھئے

دستگیری کے لئے آئیے بیچاروں کی
کیجئے جلد دوا ہجر کے بیماروں کی
نہ ہو حسرت کہیں پامال دلِ افگاروں کی
آپ کے ہاتھ ہے اب شرم گنہگاروں کی

نظرِ فیض اثر سے جو اشارہ ہو جائے
نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے

قطب الاقطابِ جہاں خُذ بیدی خُذ بیدی
رونق افزائے زماں خُذ بیدی خُذ بیدی
قوم ہے نالہ کناں خُذ بیدی خُذ بیدی
مُرشدِ کون و مکاں خُذ بیدی خُذ بیدی

یوں نہ مقبول اگر عرض تمنا ہو گی
قوم سب راہ گزینِ درِ والا ہو گی

گیارہویں شریف کے اخراجات سے یتیم خانہ انیس الغربار کے دو سو یتیموں کی بھی کچھ تھوڑی سی مدد فرما لیجئے

سرکار بغداد کی پاک زندگی کے اہم حالات

(از ادارہ)

ربیع الثانی کے مبارک مہینہ میں حضرت غوث پاک کی نذر و نیاز کے لئے دیگیں دم دی جائیں گی، محفلیں ہوں گی، پھولوں کی چادریں چڑھائی جائیں گی غرض سرکار غوث کے فدائی اور نام لیوا اظہار عقیدت کے لئے اپنے حوصلوں اور بساط کے موافق بہت کچھ کر گذریں گے۔ مگر ان تمام سرگرمیوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو حضرت غوث پاک کے صحیح حالات زندگی سے واقف ہیں۔ اسی ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ ہمارا اظہار عقیدت عمل کی دنیا میں کوئی مفید پروگرام پیش نہیں کرتا اور نذر و نیاز کے بعد ہمارا جوش ختم ہو جاتا ہے! اور ہمارا گرم خون ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

حضرت غوث پاک کے سیرۃ مبارک کے اہم حالات جو ہمارے لئے عبرت و بصیرت کا سرمایہ اپنے دامن میں رکھتے ہیں یہاں بیان کئے جاتے ہیں، اگر آپ واقعی شیخ کے فدائی اور جاں نثار ہیں تو آپ کا فریضہ اولین ہے کہ آپ پہلی فرصت میں ان پر عامل ہو جائیں۔

حضرت غوث پاک نے بغداد شریف میں درس قرآن کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا تاکہ مسلمان قرآنی تعلیم حاصل کریں کیونکہ مسلمانوں کے عقاید کا سرچشمہ یہی نسخہ کیمیا ہے۔

حضرت شیخ کی اس کوشش کو خدا نے کامیاب بنایا اور بغداد قرآنی تعلیم کے نور سے جگمگا اٹھا۔ حضرت غوث پاک کی خانقاہ کے ایک حصہ میں ابھی تک وہ مدرسہ قایم ہے، جہاں قرآنی تعلیم ہوتی ہے اس اعتبار سے حضرت شیخ کا پہلا کارنامہ قرآنی تعلیم کی ترویج ہے ہم اگر حضرت شیخ کی غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں، تو ہم کو چاہیئے کہ جس حد تک ممکن ہو، قرآنی تعلیم کو پھیلائیں مدرسے قائم کریں مساجد میں قرآنی مجالس کا انتظام کریں اور ان اداروں، درسگاہوں اور رسالوں کی امداد کریں جو قرآن کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اگر ہم نے اس کام کو شروع کر دیا۔ تو حضرت شیخ کی روح پاک ہم سے خوش ہوگی۔

حضرت غوث پاک کے زمانہ میں رفض و خروج کا بہت زور تھا۔ اہل الرفض، صحابہ کرام پر طرح طرح کی تہمتیں جوڑتے تھے اُن پر تبرا کرتے تھے۔ اماموں اور مجتہدین کو نبی پر فضیلت دیتے تھے۔ قرآن میں تحریف کے قائل تھے۔ خارجی لوگ، رافضیوں کی بالکل ضد تھے، یہ گمراہ لوگ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو خارج از اسلام سمجھتے تھے۔ (معاذ اللہ) چونکہ ان دونوں گروہوں کے عقاید اسلامی تعلیم کے خلاف تھے۔ اور یہ عقاید اسلام کے صحیح عقاید کے منافی تھے، اس لئے سرکار

غوث پاک نے ان دونوں گروہوں کی اصلاح کے لئے تبلیغ فرمائی خدائے قادر و برتر نے سرکار غوث پاک کو گویائی کی خاص قوت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے بغداد پاک میں وعظ شروع کیا ہزاروں انسانوں کے مجمع میں خدا کا محبوب دین حق کی تبلیغ کرتا۔ اور بلا کسی خوف اور جھجک کے گمراہ کن عقاید کا ابطال کرتا آپ کی تقریر اتنی موثر ہوتی کہ ہزاروں رافضی اور خارجی آپ کے ہاتھ پر توبہ کرکے اپنے عقاید بدل دیتے۔ یہودی اور نصاریٰ بھی آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوتے۔ بعض لوگ آپ سے مناظرہ کرتے اور آپ خندہ پیشانی کے ساتھ ان کے اعتراضات کو دفع فرماتے۔ سرکار غوثیت مآب کی ان مساعی جمیلہ کا یہ اثر ہوا کہ رفض و خروج کا طوفان بڑی حد تک فرو ہوگیا۔

تیسری چیز آپ کی حیات مبارک کا سب سے بڑا کارنامہ ہے اور وہ اتباع شریعت اور تبلیغ توحید ہے۔ بعض گمراہ لوگ خود ساختہ تصوف کی آڑ لیکر شریعت کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور اُن کو عین تصوف بتاتے ہیں۔ سرکار غوث پاک نے ایسے متصوفین اور جھوٹے مدعیوں کے دعووں کا بالکل قلع قمع کر دیا۔ آپ نے شریعت کا اس شدت کے ساتھ اتباع فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی یاد تازہ ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ "محی الدین" کا لقب آپ ہی کو سزاوار تھا۔ آپ نے واقعی دین کو زندہ فرمایا بدعات اور گمراہ کن عقاید کی آپ نے جڑ کاٹ دی۔ اور وہ لوگ جو دین میں اپنی رائے سے نئی نئی باتیں نکالتے تھے۔ ان کا تقریباً استیصال فرمایا۔

حضرت غوث پاک کے مواعظ کتابوں کی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ نے توحید کی بڑی سرگرمی کے ساتھ تبلیغ فرمائی ہے اور مشرکانہ رسوم و عقاید کے خلاف جہاد فرمایا ہے۔ یہ مواعظ حقیقت میں سچائی کے صحیفے ہیں۔ جن کا ایک ایک لفظ قلب و ضمیر کو نور بخشتا ہے۔ سرکار غوث پاک کے مواعظ کو جو مسلمان سمجھ کر پڑھے گا، سورج کی روشنی کی طرح ہمارا یقین ہے کہ وہ بھول کر بھی کوئی ایسا فعل نہ کرے گا جس پر شرک کا اطلاق ہو سکے۔ اس زمانہ میں جبکہ لوگوں نے اپنے ذاتی ذوق و شوق کے باعث دین میں نئی نئی باتیں نکال لی ہیں۔ حضرت غوث پاکؓ کے مواعظ کی نشر و اشاعت کی بیش از بیش ضرورت ہے۔ ان مواعظ کا ایک ایک لفظ غیر اللہ کی اُس تعظیم و عقیدت سے روکتا ہے جس کو "شرک فی العبادت" کہتے ہیں۔ تسکین قلب اور تنویر ضمیر کے لئے سرکار غوث کے مواعظ بہترین ذریعہ ہیں۔

مسلمانو! اپنے جوش عقیدت کو نمایشی مظاہروں میں ضایع نہ کرو، یہ جوش بہت قیمتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی، اس سے صحیح کام لو، خدا تم کو کامیاب اور بامراد کرے گا۔

قصرِ حمراء
اسلامی تمدن کا ایک نقش

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان دنیا کے جس خطہ میں گئے تمدن وتہذیب اور عمرانیت وثقافت کی ایک دنیا اُن کے ساتھ تھی۔ خواہ اس کو اتفاق کہو، یا برکت، روحانی کمال سے تعبیر کرو یا اس کو قومی انقلاب سمجھو مگر یہ تو ہر حال میں تسلیم کرنا پڑیگا کہ مسلمانوں نے دنیا کے تہذیب وتمدن کی تاریخ بدل دی۔

آج سائنس کی بدولت دنیا بہت کچھ ترقی کر گئی ہے، اور اس دور کو تمدن وتہذیب کا دور بتایا جاتا ہے مگر اب سے بہت دنوں قبل بے سروسامان مسلمانوں نے جو تہذیب وتمدن کے قصر تعمیر کئے تھے، ان کا جواب آج دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ ہم تمہید کو طول دئے بغیر اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اندلس سے مسلمانوں کا نام ونشان مٹ گیا، اور وہی اندلس جو کبھی امن وامان کا گہوارہ بنا ہوا تھا، آج غارتگری کا مرکز ہے۔ مگر اس عظیم الشان انقلاب کے باوجود ایک سیاح کی نگاہ کو قدم قدم پر اسلامی تمدن کے نشان نظر آتے ہیں۔ اور دل کو اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس سرزمین پر تمدن وتہذیب کے نیم ربانی بادل برس چکے ہیں۔ اگر فرمانروایان اندلس کے جانشین عیش پرستی اور خانہ جنگی میں مبتلا نہ ہو جاتے، تو آج یہ زرخیز خطہ اسلامی حکومت کا ایک جزو ہوتا۔

مسلمانوں کی شامتِ اعمال کے ہاتھوں جب بلنسیہ، قرطبہ اور اشبیلیہ پر تباہی آئی، تو مسلمانوں کی حکومت غرناطہ کے حدود میں سمٹ کر رہ گئی، غرناطہ اسپین میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز تھا، اور بےشمار علماء، شعراء، اور ماہرین فنون غرناطہ میں آ گئے تھے، جو مسلمان، عیسائیوں کے مظالم کا شکار ہوتے تھے۔ وہ غرناطہ میں آکر ہی پناہ لیتے تھے، اس طرح غرناطہ آبادی اور رونق کے اعتبار سے اپنی آپ نظیر تھا، سچ تو یہ ہے کہ غرناطہ کی چہل پہل اور شان وشوکت کے سامنے لوگ قرطبہ اور اشبیلیہ کو بھول گئے

غرناطہ کے مسلم فرمانرواؤں کو عمارت بنانے کا خاص شوق تھا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ غرناطہ کے اعتبار سے شاہجہاں کا دل ودماغ لیکر پیدا ہوئے تھے۔ دولت اور سلیقہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ایک شخص کے پاس بےشمار دولت اور ان گنت خزاین ہیں، مگر وہ اُن کو سلیقہ کے ساتھ صرف نہیں کر سکتا، اس کے برخلاف دوسرا شخص قلیل سرمایہ رکھتا ہے مگر وہ اُس سرمایہ کو سلیقہ اور قرینہ کے ساتھ صرف کرتا ہے۔ غرناطہ کے بادشاہوں کو خدا نے عمارت بنانے کا خاص سلیقہ ودیعت فرمایا تھا،

اسی سلیقہ کی بدولت اُن کے ہاتھوں ایسی عمارتیں وجود میں آئیں جن کی نظیر دنیا پیش کرنے سے عاجز ہے۔ عمارتیں نہیں ہیں طلسم ہیں، ہاں ایسے طلسم جن کو انقلاب کا ہاتھ پورے طور پر ابھی تک فنا نہیں کر سکا۔

غرناطہ کی سب سے مشہور عمارت کا نام "قصرِ حمراء" ہے۔ اس محل کی دیواریں چونکہ سُرخ رنگ کی تھیں اس لئے محل کا نام "قصرِ حمراء" یعنی "لال محل" رکھا گیا۔ قصرِ حمراء کی خوبصورتی، وسعت اور حدود کا رقبہ بیان سے باہر ہے۔ قصرِ حمراء کی رنگین و حسین دیواروں پر طرح طرح کی نظر افروز اور دیدہ زیب تصویریں نہایت اہتمام کے ساتھ بنائی گئی ہیں۔ بعض تصویریں اتنی دلکش اور آرٹ کا مکمل نمونہ ہیں کہ اُن پر "اصل" کا دھوکہ ہوتا ہے۔ یہ تصویریں رنگ و روغن کے فن کا بہترین نمونہ ہیں۔ اور آج بھی جبکہ تصویر کشی اور پینٹنگ (PAINTING) کا فن بہت کچھ ترقی کر گیا ہے، ان تصویروں کو قدر و استحسان کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی محل میں ایک عمارت کا نام "قاعۃ الحکمین" ہے۔ اس عمارت کی دیواریں خوشنما نقوش اور زرین جدولوں سے مزین ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاہی گھرانے کی خواتین موسمِ سرما میں یہاں بیٹھا کرتی تھیں۔ قصرِ حمراء کی عمارتیں، اس وقت کھنڈر کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن ان کی عظمت کا فانوس اب بھی ان کھنڈروں میں روشن ہے۔ اور ان برباد شدہ آثار کو دیکھ کر اب بھی دیکھنے والی نگاہ متحیر ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہ طلسمی عمارتیں مضبوط اور مستحکم ہونے کے علاوہ حسین و جمیل بھی ہیں اور اُن کا ہر پہلو معماروں کی نفاست و ذوق کا ناقابلِ انکار ثبوت ہے۔ حیرت ہے کہ اُس زمانہ میں جب نہ تو سائنس کے کرشمے ظاہر ہوتے تھے، نہ جرِ ثقیل کار فرما تھا، نہ حمل و نقل کی اتنی سہولتیں موجود تھیں، ایسی عظیم الہیئت عمارتیں کس طرح وجود میں آگئیں۔ مگر اس میں حیرت کی کیا بات ہے وہ مقدس نفوس جو روحانی اعتبار سے دُنیا کی تاریخ بدل چکے تھے، مادی اعتبار سے دنیا میں وہ انقلاب پیدا کرنے کا حق رکھتے تھے۔

قصرِ حمراء کے قریب ہی ایک خوشنما عریض و طویل باغ تھا جس کا نام "عریف" تھا۔ یہ باغ سرو کے خوشنما درختوں کے لئے مشہور تھا۔ پھولوں سے بھری ہوئی کیاریاں، سیدھی اور دیدہ زیب روشیں، خوشنما سبزہ زار، حسین اور گھنے درخت، قدم قدم پر فواروں کا جھرمٹ، خوش نوا پرندوں کی نغمہ سنجیاں، باغ کیا تھا جنت تھی، شاعر نے شاید "عریف" کے لئے ہی یہ شعر کہا تھا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

اس باغ میں صدہا قسم کے پھول تھے، اور بعض پھول اتنے خوشنما اور حسین تھے کہ دُنیا کے دوسرے باغ ایسے حسین پھولوں سے خالی تھے۔ خاص تہواروں پر اس باغ میں جشن منایا جاتا تھا۔ اور چند گھنٹوں کے لئے یہ باغ حسن و نغمہ کا مرکز بن جاتا تھا۔

یہ اُس زمانہ کی باتیں ہیں جبکہ مسلمان کمزور ہو گئے تھے، اور اُن کی اسلامی اسپرٹ پر ملوکیت اور عجمیت غالب آگئی تھی۔ ہم جو دوسروں کے کارناموں سے مرعوب ہو جاتے ہیں، کاش اپنوں ہی کے حالات پڑھ کر عبرت و بصیرت حاصل کریں۔

جب تک ہمارے دماغوں پر اسلامی تہذیب کے نقوش رقم نہ ہوں گے۔ ہم ترقی نہیں پا سکتے، دوسروں کے بل بوتے پر کچھ کام نہیں ہو سکتا، ہم کو خود اپنے میں قوت پیدا کرنی چاہیئے اور اپنے اسلاف کے کارناموں کو دلیل راہ بنانا چاہیئے۔

در جہاں بال و پر خویش کشودن آموز
کہ پریدن نتواں با پر و بالِ دگراں

گیارھویں شریف کے اخراجات سے یتیم خانہ انیس الغربا کے دو سو یتیموں کی بھی کچھ تھوڑی سی مدد فرمائیے

نعتِ شریف

از ماہر القادری

کاش اس طور سے پورا مرا ارماں ہو جائے — میری قسمت میں مدینہ کا بیاباں ہو جائے
اک نظر آپ کی پڑ جائے تو کانٹا ہو پھول — آپ جس پھول کو دیکھیں وہ گلستاں ہو جائے
پردۂ نور ہٹے آنکھ کا پردہ پردہ — کملی والے! جو تری دید کا ساماں ہو جائے
تو جو بت خانے میں جائے تو کریں بت سجدے — تیرا منہ دیکھ لے کافر تو مسلماں ہو جائے
دل کا ہر ذرہ پکار اٹھے "ہو اللہ احد" — آپ آ جائیں تو دل کعبۂ ایماں ہو جائے
جلوہ ریزی مدنی چاند کرے گا ماہر — شامِ امید تری صبحِ درخشاں ہو جائے

یتیم خانہ کی دو یتیم لڑکیوں کی شادی خدا کے فضل سے ماہ پیوستہ ایک لڑکی کا عقد کر دیا گیا۔ دوسری لڑکی کا عقد جو ماہ صفر میں ہونیوالا تھا بعض وجوہ سے نہ ہو سکا۔ خدا کا فضل اور آپ کی دستگیری ہو جائے تو اوائل جمادی الاول یا جمادی الثانی میں اس کا و نیز ایک اور لڑکی کا عقد کر دیا جائے گا۔ یہ لڑکیاں یتیم و یسیر ہی نہیں بلکہ بالکل بے سہارا ہیں۔

خشیت الٰہی حضرت اسامہ کسی معرکہ جہاد کی گڑبڑ میں ایک ایسے مشرک کو جو تلوار اٹھانے پر لا الٰہ الا اللہ کہہ اٹھا تھا قتل کر بیٹھے تھے رسول اکرم کو جب اس کی خبر ملی تو فرمایا کہ اے اسامہ قیامت کے دن لا الٰہ الا اللہ کا کیا جواب دوگے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس نے محض جان بچانے کیلئے کلمہ پڑھ دیا تھا ورنہ میں ہرگز وار نہ کرتا مگر رحمۃ للعالمین اسقدر متاثر تھے کہ بار بار بس تم یہی فرماتے تھے کہ اسامہ قیامت کے دن کیا جواب دوگے اسامہ حضور کی یہ کیفیت

میری ایک تمنّا

سرکار مدینہ کے حضور

اے محبوب خالق ارض وسما سلام علیک　　　اے راز دان قاب قوسین او ادنیٰ سلام علیک

اے باعث تخلیق کون ومکان سلام علیک　　　اے ہادی برحق انس وجان سلام علیک

اے تفسیر آیہ ما زاغ البصر سلام علیک　　　اے مرسل الی الاسود والاحمر سلام علیک

اے مشہود انک لعلیٰ خلق عظیم سلام علیک　　　یا متصف بالمومنین روف رحیم سلام علیک

اے مزمل و مدثر سلام علیک　　　اے محمد رسول اللہ سلام علیک

اے پیکر نورانی، آیہ رحمانی، مطلوب سبحانی، مرسل یزدانی یہ بندہ عاصی یہ حضور کا ادنیٰ امتی حضور کے محبوب نواسوں میں سے ایک کے اسم اطہر اسلام کے شہزادۂ اکبر کے نام مطہر سے تبریک حاصل کرنے والا "حسن" جو برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق مؤید الدین سے موسوم ہے آں حضور کا ایک بھٹکا ہوا بندہ ایک بھاگا ہوا غلام ہے اس کا دل گناہوں کی کثرت سے سیاہ اور روح مردہ ہے یہ اپنے افعال سے آپ شرمندہ اپنے اعمال سے آپ درماندہ ہے اور اس کی وجہ اس کا سر ندامت سے جھکا ہوا اس کی آنکھیں شرمندگی سے نیچی ہیں۔ مگر باوجود اس طوفان عصیاں میں پھنسے ہونے اور گناہوں کے متموج اور ناپیدا کنار میں ڈوبے ہوئے اور اسی حالت تباہی وخسران میں پہنچ جانے کے حضور ہی کا نام مبارک جپتا اور حضور ہی کا سہارا اس طوفان سے نکلنے اس بحر سے ابھرنے کے لئے ڈھونڈتا ہے یہ غلام ضعیف البنیان مرکب خطا ونسیان گو عساکر طاغوتی کے نرغہ میں ہے ہوا وہوس کے پھندے میں ہے غفلت ونادانی کے شکنجہ میں ہے عجوزۂ دنیا کے فتنہ میں ہے لیکن بایں ہمہ پراگندگی وپریشانی، حیرانی وسرگردانی سرکار کا امتی کہلانے میں عزت جانتا، محمدی پکارے جانے کو فخر سمجھتا اور سرکار والا کی غلامی کی نسبت کو شاہی سے برتر مانتا ہے وہ جہاں جاتا ہے جہاں بیٹھتا ہے حضور ہی کا کلمہ پڑھتا ہے اور حضور ہی کے نام مبارک کو حرز جان بنائے ہوئے ہے اس کے دل پر لا الٰہ الا اللہ کندہ ہے اور اس کے سینہ پر محمد رسول اللہ کی مہر

ثبت ہے ۔ پس اے رحمت ورافت والے آقا یہ غلام اگر برا بھی مگر ہے تو آپ کا نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے ۔

یہ عاصی پر معاصی اس شاہ دو عالم کے آستانۂ رفیع سے جو ہم پایۂ عرش بریں ہے دور ہے اور حضور کے در سے جو سجدہ گاہ ملایک ہے فاصلہ پر پڑا ہے لیکن دل میں تمنا رکھتا ہے کہ جبین نیاز روضۂ اطہر پر گرے آنکھوں کو سرکار کے قدموں سے ملنے کی سعادت ابدی حاصل کرے خاک کوئی اقدس اس کا پیراہن ہو ۔ غبار حجرۂ مبارک اس کی آنکھوں کا سرمہ ہو اور دل نثار حضرت تو روح فدائے حضور ہو اور اپنے کانوں سے یہ روح پرور فرمان شفاعت نشان سن لے ۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔

اے مہمان نواز آقا بذل ونوال کرنے والے داتا اس آرزو کا پورا ہونا اس مراد کا بر آنا حضور کے ایک ادنی اشارہ اور ایک خفیف توجہ پر موقوف ہے جبکہ پیشگاہ حضور معدن نور سے جدہ بھاگ جانے والے صفوان ابن امیہ کو عمامۂ مبارک عنایت فرما کر اجازت حضوری اور تسکین وتسلی فرمائی گئی تھی اور سرکار ہی کے دربار رحمت بار سے ابوجہل جیسے دشمن اسلام کے بیٹے عکرمہ کو امان عطا فرمائی جا کر یمن سے طلب اور ان کی قلب ماہیت کر کے اصحاب باصفا کے زمرہ میں شریک فرما دیا گیا تھا تو اے خلق مجسم اے گنجینۂ کرم اے رحمت عالم اس عاصی محسن کی طلبی کا ایما اس کا سامان اس کے زنگ آلود دل کی اصلاح اس کے خاطر بھی کا انتظام کیا مشکل ہے اس میں اتنی دیر کیوں اے بندہ نواز ذرہ نوازی میں یہ تعویق کیوں ۔ اے مروت ومحبت والے مولیٰ اے شافع یوم آخری نہ بھولنا اس اپنے غلام کو ، نہ بھولنا اس اپنے امتی کو نہ بھولنا اس اپنے امتی کو ، نہ بھولنا اس شرمندہ وپشیمان کو اعجاز ہو مسیحائی ہو ، اے آفتاب ذرہ نوازی ہو ، دشمنوں پر رحم کرنے والے آقا قابو پانے کے بعد لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ ۔ فرمانے والے شاہا کہدو کہ ہمارے اصحاب پاک کے صدقے ازواج مطہرات کے صدقے اہل بیت اطہار کے صدقے ہمارے پیارے نواسوں کے صدقے ہندوستان کے ایک کونے میں دکن کے ایک گوشہ میں رہنے والے حسن کو ہماری غلامی کی انتساب کے وجہ مستحق رحمت قرار دیا گیا اور اپنے دامن شفاعت میں چھپا لیا گیا دارین میں اس کے فلاح کا سامان کر دیا گیا تا اس کے ظلمت کدہ دل میں بارش انوار ہو ۔ اور اس کی ڈوبتی ہوئی کشتی منجدھار سے پار ہو ۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

گیارھویں شریف کے اخراجات سے یتیم خانہ انیس الغربا کے دوسو یتیموں کی بھی کچھ تھوڑی سی مدد فرما لیجئے ۔

قیصرِ روم کو دعوتِ اسلام

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّىْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْيَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے قیصر روم کے پاس یہ دعوت اسلام شامی تاجروں کے ہاتھ بھیجی خدا کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحیم ہے محمد (صلعم) کی جانب سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے (یہ خط) ہرقل روم کے رئیس اعظم کے نام ہے، "سلامتی ہے اس شخص کو جو ہدایت کا پیرو ہے میں تجھ کو اسلام کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام لا۔ تو سلامت رہیگا خدا تجھ کو دوگنا اجر دیگا لیکن اگر تو نے (اسلام کو) قبول نہ کیا تو اہل ملک کا گناہ تیرے اوپر ہوگا۔ اے اہل کتاب! ایک ایسے امر کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے (اور وہ یہ ہے کہ) ہم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں نہ خدا کا کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو (بجز خدا کے) خدا بنائے اگر تم اس امر کو نہیں مانتے تو (اس بات کے) گواہ رہو کہ ہم مانتے ہیں۔

سنہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد جس کی نسبت آنحضرت صلعم پر یہ آیت نازل ہوئی تھی انا فتحنا لك فتحا مبينا (ہم نے (اے رسول) تجھ کو کھلی ہوئی فتح عنایت فرمائی) جب مسلمانوں کو کسی قدر اطمینان نصیب ہوا اور روز روز کی پریشانیوں سے قدرے سکون ملا تو اسلام کی عام اشاعت و تبلیغ کے کام کی طرف آنحضرتؐ کی توجہ مبارک منعطف ہوئی چنانچہ آپ نے ایک روز تمام صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور ایک خطبہ دیا جس میں ارشاد ہوا کہ "خدا نے مجھ کو تمام دنیا کے لئے رحمت اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ دیکھو (تم) عیسیٰ کے حواریوں کی طرح اختلاف نہ کرنا جاؤ اور میری طرف سے حق کا پیغام (لوگوں) کو پہنچاؤ"۔ اس کے بعد آپ نے قیصر روم، شاہ عجم، عزیز مصر اور رؤسائے عرب کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھوا کے بھجوائے یہ خط آپ نے قیصر روم کے نام بھیجا تھا اور دحیہ کلبی اس کو لے کے گئے تھے۔

کونسا اسلام بہتر ہے

عن ابی موسیٰ۔ من سلم المسلمون من لسانه ویده قاله لما سئل ای الاسلام افضل۔

حضرت ابوموسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا "اس شخص کا اسلام جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان اذیت نہ پائیں"

مومن کی علامت

عن انس۔ لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لاخیه ما یحب لنفسه

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ "اس وقت تک کوئی شخص (سچا اور کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے (بھی) وہی بات پسند نہ کرے جس کو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے"

دوزخ میں عورتیں زیادہ ہوں گی

عن ابن عباس اُریت النار فاذا اکثر اهلها النساء یکفرن قیل ایکفرن بالله قال یکفرن العشیر و یکفرن الاحسان لو احسنت الی احداهن الدهر ثم رات منك شیئا قالت ما رایت منك خیرا قط

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ) مجھ کو دوزخ (کا منظر) دکھایا گیا میں نے دیکھا کہ اس میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہے جو کفر کرتی ہیں (اور کفر میں مبتلا رہتی ہیں) عرض کیا گیا (یارسول اللہ کس کا کفر کرتی ہیں) کیا وہ خدا کا کفر کرتی ہیں (اور اس کی قدرت وہستی کی منکر ہیں) آپ نے فرمایا (نہیں وہ خدا کی منکر نہیں بلکہ) شوہر کا کفر کرتی ہیں اور احسان کی منکر ہیں اگر تم کسی عورت کے ساتھ مدت دراز تک احسان کرتے رہو پھر (بھی وہ تمہارے احسان کو نہ مانیگی اور فوراً کسی روز) کوئی خلاف بات پاکر تم سے (صاف) کہدیگی کہ میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہ دیکھی اور نہ کوئی اور آرام پایا۔

ورزش جسمانی

از نواب احمد علی خان متعلم جاگیردار کالج بیگم پیٹ

صحت کو برقرار رکھنے کا بہترین ذریعہ ورزش ہے۔ کسی شخص نے کیا خوب کہا ہے کہ "تندرستی ہزار نعمت ہے" تندرستی نہ ہو تو عمدہ کھانے۔ لذیذ میوے۔ خوشگوار شربت۔ خوش گلو مطربوں کے راگ حتیٰ کہ زندگی بھی تلخ معلوم ہوتی ہے تندرستی بغیر نہ تو انسان دولت حاصل کرسکتا ہے نہ اس سے کوئی کام ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان بیمار ہوکر پیسے پیسے کو محتاج ہوجاتا ہے۔ تندرستی بغیر نہ خدا کا نام لیا جاتا ہے نہ کوئی نیک کام ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، پوجا، پاٹ، مسجد، گرجا سب کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ "تندرستی ہزار نعمت ہے"

ایسی باعظمت شئے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کو برقرار رکھنے کے اسباب کی جستجو کریں۔ یوں تو ہوا۔ غذا، پانی لباس وغیرہ بہت سی چیزیں ضروری اور لابد ہیں۔ مگر ورزش بھی تندرستی کے لئے ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ جو آدمی ورزش کرتا ہے وہ ہمیشہ چست و چالاک رہتا ہے۔ کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے بیماری پاس نہیں آتی۔ اعضا مضبوط اور خوبصورت ہوجاتے ہیں۔ مچھلیاں ابھر آتی ہیں۔ ہڈیاں چوڑی ہوجاتی ہیں۔ دل بشاش رہتا ہے۔ جوانمردی کے کاموں کی طرف رغبت اور شجاعت کی جانب رجحان بڑھ جاتا ہے جو لوگ بچپن میں ورزش کرتے ہیں ان کو بڑھاپے میں ورزش عصائے پیری کا کام دیتی ہے۔

جو لوگ ورزش نہیں کرتے وہ اکثر سست کاہل اور بھدے ہوتے ہیں۔ گو بظاہر توانا معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں طاقت کم ہوتی ہے ایک دبلا پتلا کسرتی آدمی ایک موٹے تازے جوان پر غالب آسکتا ہے۔ ورزش نہ کرنے سے بھوک نہیں لگتی۔ کھانا برابر ہضم نہیں ہوتا اس لئے تازہ خون نہیں پیدا ہوتا۔ کسی فقیر سے سوال کیا گیا کہ مزہ کاہے میں ہے جواب دیا بھوک میں مثل مشہور ہے "بھوک میں کواڑ بھی پاپڑ معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ مدرس کے بہ نسبت کسان کی عمر زیادہ ہوتی ہے وجہ یہی ہے کہ مدرس جسمانی ورزش نہیں کرتے اور بیٹھے بیٹھے مغز پاشی کرتے ہیں۔

بعض اشخاص اعتراض کرتے ہیں کہ ورزش سے عقل کند ہو جاتی ہے۔ جو ایک حد تک درست ہے۔ چنانچہ پہلوان اور لوگوں کی بہ نسبت اکثر بھدی عقل کے ہوتے ہیں مگر وہ حد اعتدال سے زیادہ ورزش کرتے ہیں۔ معتدل ورزش کو برا سمجھنا محض گمراہی ہے۔ اور اگر معتدل ورزش بری ہوتی تو اسحاق برد صاحب

جوکشتی میں لاجواب تھے۔ جھنڈس نہ ہوتے۔ ناسخ جو بڑے کسرتی تھے شاعر ہی نہ ہوتے۔ آدم کلارک صاحب بڑے بڑے پتھر اٹھا لیا کرتے تھے اور ساتھ ہی علوم مشرقی کے ماہر بھی تھے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ طبع سلیم ورزشی جسم ہی میں ہوتی ہے۔

ہر عضو اور ہر قوت کے لئے جدا جدا ورزش ہے چنانچہ پیروں کی طاقت کے لئے اچھلنا کودنا سینے کی قوت کے لئے ڈنڈ پیلنا بازوؤں کی طاقت کے لئے جوڑی ہلانا۔ مگدر اٹھانا نیزہ بازی وغیرہ۔ طالبان عقل کو لازم ہے کہ بحد اعتدال ورزش جسمانی کریں اور علم حاصل کریں۔ سب ورزشوں سے عمدہ ورزش چہل قدمی اور گھوڑے کی سواری ہے۔ فٹ بال ہاکی کرکٹ وغیرہ کھیلنے سے بھی کافی ورزش ہوتی ہے۔ دنیا میں آج کل یہی کھیل زیادہ رائج ہیں۔

اگر ہم ورزش کریں تو آئندہ نسلیں بہت بہتر ہو سکتی ہیں ہم گرم ملک کے باشندے ہیں۔ اس لئے زیادہ محنت برداشت نہیں کر سکتے تاہم جس قدر محنت برداشت کی جا سکتی ہے سو دواؤں کی ایک دوا ہے۔

پس واضح ہے کہ صحت کو برقرار رکھنے کا بہترین ذریعہ ورزش ہے اور ہم کو چاہئیے کہ حد اعتدال کو مدنظر رکھکر روزانہ ورزش کریں اسی میں کامیاب زندگی کا راز پنہاں ہے۔

حق پرستی

پرچہ نویسوں نے جب حضرت عمر رض کو اطلاع دی کہ جناب خالد رض نے کسی شاعر کو دس ہزار روپے انعام عطا کئے ہیں تو آپ نے فوراً احکام تنزلی جاری کئے اور لکھا کہ اگر اس قدر انعام ذات سے دیا گیا ہے تو اسراف بیت المال سے دیا گیا ہے تو خیانت اور یہ دونوں شکلیں مستوجب سزا ہیں قاصد نے حسب احکام حضرت خالد رض کو مجمع عام میں طلب کر کے پوچھا کہ یہ انعام کہاں سے دیا گیا ہے۔ ہر چند خطا کے اقرار پر درگذر کرنے کا حکم تھا لیکن حضرت خالد اس پر راضی نہیں تھے اس لئے قاصد نے معزولی کی علامت کے طور پر اس سپہ سالار کے سر سے جس کی نظیر نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ دنیا بھر کی تمام تاریخوں سے کسی تاریخ میں مل نہیں سکتی۔ اور جس کی تلوار نے بڑے بڑے سورما بہادروں کو نیچا دکھا کر عراق و شام کا فیصلہ کر دیا تھا اور جس کو یورپ میں لوہے کا برج کہتے ہیں عمامہ اتار لیا اور اسی عمامہ سے مشکیں کس دیں اور حضرت خالد حکم خدا کی تعمیل میں سر تسلیم خم کئے ہوئے خاموش تھے اللہ اللہ کیا عدالت اور حق پرستی تھی

ہماری اقتصادی تباہی

(از ادارہ)

جب کسی قوم پر تباہی آتی ہے تو اس کا داخلی اور خارجی نظام تہہ و بالا ہوجاتا ہے۔ آہ! کہ انقلاب اقوام کا یہ نظریہ آج مسلمانوں کی حالت پر پورا اتر رہا ہے۔ ہمارا دینی نظام تو کبھی کا بگڑ چکا اور ہم نے دین کو پس پشت ڈال دیا۔ لے دے کر دُنیا باقی رہ گئی تھی۔ سو اس منزل میں بھی ہم سب سے پیچھے ہیں اور غیر قومیں ہم سے اتنی آگے ہیں کہ ان کی ہم گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

دُنیا کا کاروبار دولت کے بل بوتے پر چلتا ہے ہمارا یہ عالم ہے کہ دولت کمانے میں سب سے پیچھے، اور دولت خرچ کرنے میں سب سے آگے، ہمارا وجود سینما گھروں اور تھیٹر ہالوں کی رونق ہے۔ رقاصاؤں اور مغنیاؤں کا کاروبار ہمارے ہی ذوق کی بدولت چلتا ہے۔ ہم ہر اُس اسکیم میں حصہ لیتے ہیں اور ہر اُس شوق کو پورا کرتے ہیں جس میں روپیہ خرچ ہوتا ہو۔ ایک گھر میں دس کھانے والے اور ایک کمانے والا حالت یہ ہے کہ جایدادیں قرضہ میں ڈوبی چلی جارہی ہیں اور دین کے ساتھ دنیا بھی خراب ہو رہی ہے۔

مسلمانوں کو سود لینے اور دینے سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے مگر ہم ہیں کہ ذوق و شوق کے ساتھ سودی قرضہ لیکر دین و دنیا کی تباہی مول لیتے ہیں۔ پنجاب کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے مسلمان سودی قرضہ کے ہاتھوں تباہ حال ہیں۔ دادا بیس روپیہ قرض لیتا ہے اور پوتے کو بیس روپے کے بیس ہزار دینے پڑتے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہم کو ملتے ہیں کہ چند روپیوں کے پیچھے بڑی بڑی جاگیریں ساہوکاروں کے قبضہ میں چلی گئیں۔ ہم سب زبان سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ سُود بہت بُری چیز ہے، مگر افسوس ہے کہ عمل نہیں کرتے۔ ہماری یہی بے عملی ہماری تباہیوں کی ضامن ہے افسوس ہے کہ ہم میں ضبط نفس کی بالکل عادت نہیں رہی ہے ہم اپنے جذبات پر قابو رکھنا جانتے ہی نہیں۔ کوئی تہوار آتا ہے، اور ہم دھڑلے کے ساتھ سودی قرضہ لیتے ہیں۔ بہت کم ایسے مسلمان ہوں گے، جو شادی بیاہ کے موقعوں پر ساہوکاروں سے سودی قرضہ نہ لیتے ہوں اس طرح ہم اقتصادی طور پر ساہوکاروں کی غلامی مول لیتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ دُلہن کے وہ قیمتی جوڑے جو ہم سُودی قرضہ لیکر تیار کراتے ہیں، ساہوکاروں کے یہاں رہن کرنا پڑتے ہیں۔

کیا مسلمانوں کی غیرت مردہ ہوگئی؟

ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر ہم نام و نمود اور بیجا آرام و آسایش کا خیال چھوڑ دیں تو سودی قرضہ لینے کی نوبت نہ آئے۔ جب ہم کو کہیں سے قرض ملتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ گویا خدا چھپر پھاڑ کر دولت دے رہا ہے۔ ہم اس خیال سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ کثیر رقم ہم کو مل رہی ہے، جسے ہم اقساط کے ذریعہ ادا کریں گے، ہماری آمدنی سے ہمارا خرچ زیادہ ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہم اقساط ادا نہیں کر سکتے، اور جو کرتے ہیں تو بڑی پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے، اس طرح ہم بیٹھے بٹھائے عذاب مول لیتے ہیں اور ہمارا اطمینانِ قلب رخصت ہو جاتا ہے۔ ابتدا میں ہم کو قدرے احساس ہوتا ہے لیکن بعد میں ہماری حس مردہ ہو جاتی ہے اور ہم سودی قرضہ لینے میں کسی قسم کی ذلت محسوس نہیں کرتے ہماری غیرت مردہ ہو جاتی ہے اور وہ شرف جو انسانی عظمت کا ضامن ہے، ہم سے چھین لیا جاتا ہے ہم جو اپنے دل میں اپنے کو بہت بڑا سمجھتے ہیں، ساہوکار، ان کے آستانوں پر سجدے کرتے ہیں، اور اس طرح دین کے ساتھ دنیا بھی ذلیل ہو جاتی ہے۔

افسوس یہ ہے کہ ہم کو بُرے کاموں کی تقلید کا مرض لگ گیا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ فلاں جاگیردار سودی قرض حاصل کر رہا ہے پس ہم فوراً اس کی تقلید کرنے لگتے ہیں حالانکہ کسی کو کنوئیں میں گرتے دیکھ کر کنوئیں میں گر پڑنا کھلی ہوئی حماقت اور افسوس ناک بیوقوفی ہے، اور رونا تو اس کا ہے کہ تباہی اور پریشانی کے اسباب ہم خود پیدا کرتے ہیں اور تقدیر کا رونا روتے ہیں۔ وہ شخص کتنا احمق اور بیوقوف ہے جو دانستہ آگ میں ہاتھ جھونک کر، تقدیر کا شکوہ کرتا ہے اگر کوئی عقل کا دشمن، تلوار لیکر اپنی گردن کاٹ لیتا ہے تو اس میں خود اس کا قصور ہے، مقدر کی شکایت بے معنی ہے

ملت اسلامیہ کے جسم کا یہ سب سے زیادہ خطرناک ناسور ہے

جب تک ہم اپنی اقتصادی حالت درست نہ کریں گے، آئے دن کی پریشانیوں اور مصائب سے نجات نہیں مل سکتی اور پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہ عیش و تفریح کے لئے ہم اپنی کمائی کا آخری حصہ خرچ کر ڈالتے ہیں، قرض پر قرض لیئے چلے جاتے ہیں، مگر جب کسی قومی تحریک کے لئے فراہمی سرمایہ کا سوال آتا ہے، تو ہماری فیاضیوں کا مواج دریا یکایک خشک ہو جاتا ہے اور ہم اپنی مفلسی اور عُسرت کا رونا روتے ہیں یہ ہے ہماری زندگی اور یہ ہیں ہمارے اعمال، پھر اس پر سربلندی کا دعویٰ اور کامیابی کی تمنا!

زکوٰۃ و صدقہ چرم گوسفند کو منتشر و پراگندہ انفرادی تقسیم کے عوض یتیم خانہ انیس الغربا کی اجتماعی امداد ہو جائے تو نہ صرف موجودہ دو سو بلکہ مزید یتیموں کی پرورش اور تعلیم بہت آسانی سے ہو سکتی ہے

اسراف و کفایت شعاری اور موت وحیات

آج کل "اصلاح" "اصلاح" کی پکار چوطرف سے سنائی دے رہی ہے۔ اور اس سے اصلاح کی طرف جو کچھ بھی میلان ہونا ہے اس سے بوجہ کورانہ تقلید ہم بد سے بدتر ہوچلے ہیں۔ دوسروں کے اصول پر چلکر، دوسروں کے رنگ میں ملکر، دوسروں کے بہاؤ میں بہکر ہم اپنی رہی سہی حیثیت کو بھی کھو بیٹھے ہیں۔ آئین یورپ یورپ والوں کے لئے۔ کانگریس کے اصول بھارت ماتا کے پوتوں کے لئے۔ گاندھی کیاپ، اور گاندھی کا چرخہ گاندھی کے نام لیوا، گاندھی مشرب والوں کے لئے مفید ہوگا۔ لیکن غلامان رسولؐ کے لئے تو سنت رسولؐ ہی چاہیئے۔ اور اسی میں اُن کی خیر ہے۔ تمہیں دوسروں کی تقلید کیوں سب کچھ تمہارے پاس ہی ہے۔ تمام عالم تم سے فائدہ اٹھا رہا ہے اور تم ہیں کہ دوسروں کے محتاج اور دوسروں کی تقلید میں فرش راہ بنے ہوئے۔ تم آپ اپنے پاؤں پر کھڑے رہو۔ اپنی ضروریات کے مدنظر اپنے اصول ترتیب دو۔ اور اُس پر قائم ہوجاؤ دوسرے کے اصول اُن کی ضرورتوں پر مبنی ہیں۔ وہ تمہارے چنداں مفید نہ ہونگے ان کی تقلید کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تم ان میں جذب ہوجاؤگے اور تمہاری قومیت اور اسلامیت فنا ہوجائے گی۔ کسی کی زندگی اوروں کے چلائے ہوئے اصولوں پر تیز نہیں ہوسکتی ظاہر ہے کہ وہی چیز ایک کے لئے غذا ثابت ہوتی ہے تو دوسرے کے لئے زہر۔ دوسروں کی تقلید میں تم آپ اپنے ہاتھوں زہر کے گھونٹ پی رہے ہو۔ بیاہ شادی یا دیگر تمدنی تعلقات سے متعلق جو کچھ بھی اصلاح و ترمیم ہم کو منظور ہو یا ہم کرنا چاہیں اس کے لئے ہم کو اپنے مذہبی پیشواؤں کی رہنمائی میں کرنا چاہیئے۔ افسوس ہے کہ زمانہ ایسے پیشواؤں سے خالی ہوچلا ہے۔ لیکن اسلام میں تو اس کی بھی محتاجی نہیں۔ اسلام نے تم کو کسی برہمن یا ملا کا محتاج نہیں بنایا۔ قرآن و حدیث تمہارے سامنے موجود ہیں۔ اُن کو غور سے پڑھو سمجھو اور سوچو تو تم نہایت آرام کی زندگی گذار سکوگے۔ ہماری طرز معاشرت بہت بلند ہوگئی ہے۔ دوسروں کی ریس میں اسراف اور بھی زیادہ ہوگیا ہے۔ مغربی تقلید نے تو ہم کو کہیں کا نہ رکھا۔ یہ کیفیت نہ صرف غریب طبقہ کی ہے بلکہ دولتمند زیادہ پریشان ہیں۔ خصوصاً بیاہ وشادی کے معاملہ میں ہمیں یورپ کی کسی بات میں تقلید نہ کرنی چاہیئے اگرچہ کہ ہمارے ہاں کے طریقوں میں بھی بہت سی خرابیاں ہیں لیکن یورپ و امریکہ نے جو شادی کے طریقے اختیار کئے ہیں وہ ہماری آئندہ زندگی کے لئے زہر ہلاہل ہیں۔ اگر بدقسمتی سے کسی ایشیائی قوم نے اس کو اختیار کیا تو اس سے ہماری سوسائٹی کے پاک خالص اور

سچے تعلقات کو بہت ضرر پہونچے گا۔ اور ہم ہر طرح سے خسران اور گھاٹے میں رہیں گے۔ بیاہ و شادی کے بارہ میں یہ سچ ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کی رضامندی حاصل کرنی چاہیئے۔ لیکن اس رضامندی کے لئے جو حدود شرع نے مقرر کردئے ہیں ان سے گھٹنا بڑھنا نہیں چاہیئے۔ ہماری شرع کا یہ ایک صاف مسئلہ ہے کہ بالغ مرد اور عاقل لڑکی اپنی رضامندی سے شادی کرسکتی ہے اور بلا رضامندی طرفین شادی کسی حالت میں جائز نہیں۔ گو رسم و رواج نے اس شرعی اور عمدہ اصول کو بہت کم زور کردیا ہے اور اب بجائے رضامندی حاصل کرنیکے محض رسماً ایک شرط شرعی پوری کیجاتی ہے کہ عین نکاح کے وقت جبکہ تمام خاندان اور برادری اور دیسی اور پردیسی بیویاں لڑکی کو گھیری ہوئی بیٹھی رہتی ہیں۔ اور جب کہ پیشتر سے یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ اس کو ہر حالت میں رضامندی ظاہر کرنی ہوگی اور نیز اس کے دل میں یہ بات بچپن سے بٹھادی جاتی ہے کہ نکاح سے انکار کرنا سخت بیحیائی اور خاندانی ننگ و ناموس مٹانیکا باعث ہے تو ایسی حالت میں وکیل نکاح جو اکثر کوئی قریبی رشتہ دار ہوتا ہے اس کا لڑکی سے یہ پوچھنا کہ فلاں شخص سے تمہارا نکاح ہوتا ہے تم راضی ہو یا نہیں یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ مجبوراً "ہاں" کہدے ایسی "ہاں" کو رضامندی کہنا شرع کا منہ چڑانا ہے اگر شرعی رضامندی حاصل کرنیکا فی الواقع کسی کو خیال ہو تو ایسے وقت لڑکی کی رضامندی حاصل کرنی چاہیئے جس وقت شادی کی بات چیت شروع ہوتی ہے۔ اب رہی یورپ کی تقلید اس کی نسبت ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ وہ ہمارے حق میں سم قاتل کا حکم رکھتی ہے کوئی یورپ کا آدمی اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ اکثر اوقات یہ ہوجاتا ہے کہ ایک ناآزمودہ کار رونو۔ خیز و نو عمر لڑکی کو ایک آدمی شادی کے لئے پسند کرتا ہے اور وہ اپنے نزدیک یہ سمجھتی ہے کہ میں اس شخص کی بیوی ہوگئی۔ یورپ کی سوسائٹی کے رسم و رواج کے مطابق تو وہ میاں بیوی کی طرح رہنے لگتے ہیں اور پھر نکاح نہیں ہوتا گو لڑکی ہرجہ کے لئے نالش کرتی ہے لیکن اس کی زندگی تو بالکل برباد ہوجاتی ہے اور پھر کسی دوسری جگہ اس کی شادی نہیں ہوسکتی۔ بے پردگی کے نتائج بھی ایسے ہی بلکہ اس سے بڑھکر خطرناک ہیں۔ اور اسی قسم کی بیسیوں حیاسوز خرابیاں سوسائٹی میں پیدا ہوجاتی ہیں جس کی تلافی بعد کو حیطہ امکان سے باہر ہوجاتی ہے۔

ایسی بہت سی مثالیں ملیں گی کہ اس زمانہ کے مہذب میاں اور آزاد بیوی ایک دوسرے سے تنگ آکر باہمی سمجھوتہ کرلیتے ہیں جس سے ہر فریق دائرہ زوجیت میں رہکر اپنے اپنے افعال کا خود مختار ہوجاتا ہے اور حدود زوجیت سے متجاوز ہوکر داد آزادی دینے لگتا ہے۔ ان واقعات کے توارد و تواتر سے اس کی برائی کا احساس پبلک سے

تقریباً جاتا رہا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس آزادی نسواں کے نام سے اُسی کو فعل حسن قرار دے دیا گیا ہے۔ اور فیشن نے تو اور چار چاند لگا دئے۔

یہ خیال ہندوستانیوں کا بالکل غلط ہے کہ یورپ کے طریقوں سے جتنی شادیاں ہوتی ہیں ان میں اتفاق ہوتا ہے بلکہ واقعات اس کے خلاف ہیں یوروپین میاں بیوی میں بہ نسبت ہندوستانی میاں بیوی کے زیادہ ناچاقی اور مخالفت رہتی ہے۔ مشرق میں اب بھی روحانی حالت کچھ نہ کچھ باقی ہے اور باقی رہیگی بشرطیکہ وہ مغربی اثر اور مغربی تہذیب کو قبول نہ کرے یہی روحانیت ہے جو سرچشمہ تمام اخلاقیات کا ہے۔

مشرق کی اقتصادی کمزوریوں کے مدنظر خصوصاً مسلمانان ہند کی اقتصادی پستی کا لحاظ کرتے ہوئے اور خاص طور پر اس وجہ سے بھی کہ یہاں حکومت غیر قوم کی ہے اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں تو چاہئیے کہ عموماً ہر کام میں اور خصوصاً شادی بیاہ میں اسراف کی لعنت عظیم سے بچیں طریقہ اسراف کی تبدیل کوئی فائدہ نہ دیگی۔ اسراف ہر صورت میں اسراف ہے۔ نوبت کے بجائے بینڈ بجائی اور دعوت کے بجائے اٹ ہوم دے لیا تو کیا ہوتا ہے اس سے کوئی قابل لحاظ کفایت نہیں ہو سکتی۔ شادیوں میں دولہا والے زیادہ اسراف کے باعث ہوتے ہیں اور اس قومی تباہی کے کلنک کا ٹیکہ زیادہ تر انہیں کی پیشانی پر رہتا ہے۔ ان کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اسلام میں ہمارا ہر دنیاوی کام عین دینی کام ہے بلاشک وشبہ شریعت اسلام تمام ادیان پر یہ خاص امتیاز رکھتی ہے۔ کہ وہ روحانی و حیاتی حکومت دونوں کی حامل ہے۔ اس نکتۂ نظر سے کاروبار شادی کی بھی تکمیل ہونی چاہئیے۔ تجارت اور لین دین کا یہ معاملہ نہیں ایک سچے اور ہمدرد رفیق زندگی کو حاصل کرنا ہے اس کو سنتِ رسول سمجھنا چاہئیے۔ اور اس کی تکمیل اس سادگی سے ہونا چاہئیے جیسی کہ ہمارے آقا مولائے دوجہاں کی سادہ زندگی رہی ہے دولت جمع کرنا اس فعل حسن کا ہرگز ہرگز منشا نہیں۔ ہم کو اس وقت ضرورت ہے ایسے نوجوان طبقہ کی جو شادی بیاہ کی اسرافی امور کی اصلاح میں عملی طور پر پیش پیش رہیں۔ وہ ذرا ہمت و حمیّت اور غیرت سے کام لیں تو یہ ساری بگڑی بن جاتی ہے اور قوم کی قوم سنور جاتی لڑکی کے مال کے عوض لڑکی کی لیاقت اور دولت و شرافت صاحبان عقل و دانش کے لئے بہترین جہیز ہے۔ لڑکی والوں کو بھی چاہئیے کہ لڑکے کی خوش اطواری کو ملحوظ رکھیں بہت سے گریجویٹ آیۂ فیشن کے اسراف کی بدولت لڑکی کیلئے سوہان روح ہو جاتے ہیں جانچنے کے انتخاب کا معیار تو ان کی شرافت اور نیک اطواری ہونا چاہئیے رہا مہر کا معاملہ ہم جب تک کہ لڑکوں کے اخلاق درست نہ ہو جائیں اُس کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتے۔

سچی باتیں

بچپن کو حافظہ کے سامنے لوٹا کر، خوب سوچ کر، یاد کرکے بتلائیے کہ اُستادوں کو دھوکا دینے، بے دھڑک ان کے سامنے جھوٹ بولنے، اور اپنی ان چالاکیوں پر خوش ہونے، فخر کرنے کا سبق، ....

.. سب سے پہلے آپ نے کہاں پڑھا تھا؟ اسکول میں یا کہیں اور؟ بےحیائی کے گندے سے گندے منظر، آنکھوں نے اول اول کہاں دیکھے؟ "مذاق" کے گندے سے گندے فقرے، کانوں نے سب سے پہلے کہاں سنے؟ انہی اسکولی بورڈنگ ہاؤسوں میں، انہی اسکولی کھیل کے میدانوں میں یا کہیں اور؟ بڑوں کی بات کی تحقیر کا، باپ اور چچا کے مقابلے میں اپنی "خودداری" کے ادعا کا پہلا درس کہاں ملا تھا؟ کالج میں یا کہیں اور؟ گلستان اور کریما کی بے وقعتی دل میں کس نے بٹھائی؟ شکسپیر اور ملٹن ڈکنس اور تھیکرے کی عظمت قلب میں کس نے رچائی؟ کالج ہی کے استادوں نے، کالج ہی کی کتابوں نے، یا کسی اور نے؟

سینما بازی کا شوق، ڈراما اور ناٹک کا شوق، ہکٹنگ کا شوق اور طرح طرح کی "بازیوں" کا شوق، بھی اسکول اور کالج کے ساتھیوں کے واسطے سے پیدا ہوا یا کسی اور ذریعے سے؟ تباہ خرچیوں کی عادت اپنی شوقینیوں کو پورا کرنے کے لئے جھوٹ سے، دھوکے سے، چوری سے، ماں باپ سے روپیہ وصول کرنے کے ڈھب، انہی صحبتوں نے سکھایا یا کسی اور نے؟ اپنی بات کی پیچ، سازش اور جوڑ توڑ، اور حریف کو نیچا دکھانے کا "فن لطیف" اسکول کے ڈیبیٹنگ کلب، کالج کے "یونین" کے اندر سیکھنے میں آیا، یا کہیں اور؟ مذہب سے تمسخر، ماں باپ کی اطاعت سے آزادی، اخلاق کی پابندی سے آزادی، شریعت کی قیود سے آزادی، یہ ساری برکتیں، یونیورسٹی لائف سے حاصل ہوئیں۔ یا اس میں کچھ شک ہے؟

پھر کبر کے، حرص کے، نمائش کے، اسراف کے، مکر و فریب کے بے قیدی و بے ضبطی کے، یہ انمول تحفے حاصل کس قیمت پر ہوتے ہیں؟ اس پر کہ جسم کو خوب گھلائیے، سینے کو جھکا جھکا کر اور دماغ کو خشک کر کر کے رکھیئے، آنکھوں کی بصارت کو عینک کا محتاج بنا دیجئے، چہرے کی تازگی کو امتحانات کی نذر کر ڈالیئے! اس کا نام "تعلیم" اور "اعلیٰ تعلیم" ہے دنیا! دنیا میں کوئی شر، شر محض نہیں یقیناً ہر شر میں کچھ پہلو خیر کے بھی ہوتے ہیں لیکن فیصلہ عمومی حالت پر کیا جاتا ہے (اور یہ اگر نہ ہو تو پھر تو کائنات میں کوئی شئے بھی نہ حسین ہے نہ کریہ۔ نہ مفید نہ مضر) اور عمومی حالت کا یہ جو نقشہ کھینچا گیا ہے، کچھ شاعرانہ یا مبالغہ آمیز ہے؟ —— سوال یہ نہ چھیڑیے، کہ غلام و مجبور ہندوستانی

بقیہ مضمون بر صفحہ ۱۵

عالم ناسوت میں مقید کئے ہیں اس وقت سے میں ان عنصری صفات یعنے رذائل غضبیہ اور معایب شہویہ کے غالب ہوجانے سے میری فضائل روحانیہ سعادات ملکوتیہ کے جدا یا کم ہوجانے پر اس قدر درد انگیز طریقہ سے زار و قطار رو رہی ہوں جس کے سننے سے مرد اور عورت از راہ ترحم یا بوجہ تاثر رونے لگے ہیں ۔ ؎

زدیدہ خون بچکاند فسانہ حافظ چو یاد عہد شباب و زمان شیب کند

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق تا بگویم شرح درد اشتیاق

ترجمہ:۔ میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو فراق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو تاکہ میں درد اشتیاق کو کھولکر بیان کروں

شرح:۔ یہ شعر یا تو حضرت مولانا قدس سرہٗ کا مقولہ ہے کہ مطلق انسان کامل کا حال ذکر کرکے خود فرماتے ہیں ایسی صورت میں مطلب دو طرح کا ہو سکتا ہے ۔

(۱) اگر لفظ سینہ سے اپنا سینہ ہی مراد ہو تو دو طرح کی تاویل ہو سکے گی ۔

الف[۱] میں اپنا سینہ مرتبۂ غیب اول کے فراق سے اس طرح پارہ پارہ چاہتا ہوں کہ ہر وقت رنج و الم سینے میں بھرا ہوا رہے تاکہ طالبان شاہد حقیقی کے سامنے درد اشتیاق کی شرح بیان کروں جس سے ان کے دلوں میں اثر اور درد پیدا ہو۔ ع آہ صاحب درد را باشد اثر ۔

کیونکہ[۲] اہل درد کی آہ دوسروں پر بہت جلد اثر کر جاتی ہے، اس سے ظاہر ہوگیا کہ جب تک مرشد کا سینہ زخم تیغ فراق سے چاک نہ ہوگا طالبان حقیقت کے دلوں میں اوس کے زبانی بیان کا کیا خاک اثر ہوگا ؎

چہ داند قدر اہل درد بے درد ہماں داند کہ دائم دردمند است

سوال[۳]۔ یہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ انسان کامل اور مولانا قدس سرہٗ کا نفس نفیس تو کمال کو پہنچا ہوا اور ہمیشہ وصال میں ہی تھا جس میں فراق و ہجر کی کوئی گنجایش ہی نہیں۔ ایسی صورت میں فراق سے سینہ پارہ پارہ ہونیکی طلب و تمنا کیوں کی گئی ۔

جواب ۔ اگرچہ کہ انسان کامل سیر الی اللہ و من اللہ تمام کرکے واصل ہو جاتا ہے لیکن سیر فی اللہ کے لئے کوئی

[۱] سیخ القوی ۔ بحر العلوم ۔ کتاب مرقوم ۔ مثانی الصوفی [۲] کتاب مرقوم ۔ شافی الصوفی [۳] بحر العلوم ۔ مثانی الصوفی ۔ کشف العلوم ۔ جواہر الاسرار ۔ مکاشفات رضویہ ۔ کاشف الاسرار ۔

حد ہی نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے تجلیات کی کوئی نہایت نہیں ہے ایسی حالت میں جب وہ کسی ایک تجلی کا مشاہدہ کرتا ہے تو دوسری تجلی کا طالب ہوتا ہے اس لحاظ سے ہمیشہ ہمیشہ فراق ہی میں ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تجلی علم میں زیادتی طلب کرنیکا حکم ہوا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قل رب زدنی علما، کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اے میرے پروردگار میرا علم زیادہ کر۔ اور خود حضور انور روحی فداہ نے بھی اسی طرح دعا کی تھی۔ رب زدنی فیك تحیرا اے پروردگار میری حیرانی کو تجھ میں اور زیادہ کر۔ قطع نظر اس کے حق سبحانہ وتعالیٰ کے اسماء کا علم بھی بے حد وغایت ہے جب انسان کامل کو کسی اسم کا علم حاصل ہوتا ہے اور اُس اسم میں مشاہدۂ حق جل وعلا نصیب ہوجاتا ہے تو دوسرے اسم کی معرفت طلب کرتا ہے اور ہمیشہ تشنہ ہی رہتا ہے اگرچہ معرفت کی دریاؤں کو پی لے مگر پھر بھی اوس کی تشنگی زائل نہیں ہوتی۔ اس پر یہ واضح دلیل ہے جو حدیث شفاعت میں واقع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر ایسے اسماء کا الہام فرمائے گا جن پر کسی کا بھی علم رسائی نہیں کریگا اوس وقت میں اللہ جل شانہ کو اون اسماء سے یاد کرکے میری امت کی شفاعت کروں گا، اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کے سبب سے تمام اولین وآخرین پر جو فضیلت حاصل ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ آپ کو قیامت میں جو علم سرفراز ہوگا وہ کسی کو بھی حاصل نہ ہوگا۔[1]

(ب[2]) میرے آہ ونالہ سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں اس درد سے تنگدل ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے جاتا رہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ میری تو یہ آرزو ہے کہ دردِ فراق سے میرا دل اور بھی پاش پاش ہوجائے تاکہ میں اس درد کا اظہار کرسکوں۔

(۲)[3] لفظ سینہ سے اگر مخاطب کا سینہ مراد ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ میں دردِ شوق بیان کرنے کے لئے مخاطب کا ایسا سینہ چاہتا ہوں جو خود کسی کے الم فراق سے پارہ پارہ ہو، تاکہ وہ میرے دردِ اشتیاق کو سمجھ لے۔ کیونکہ دردمند کے درد سے وہی متاثر ہوتا ہے جو خود بھی دردمند ہو ایسی حالت میں دردِ اشتیاق کی شرح زیادہ موثر ہوگی ورنہ بعض سنگدل تو دردمند کو فریبی اور ریاکار سمجھ کر ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ

[1] فتوحات مکیہ۔ بحر العلوم مثنانی الصوفی　[2] کشف المفہوم۔ مثانی الصوفی　[3] کتاب مرقوم۔ کشف المفہوم۔ مثانی الصوفی

اس نظام کو نہ پکڑنے تو کیا کرے؟ مقدم سوال عمل کا نہیں عقیدے کا ہے۔ مجبوریاں اور معذوریاں تو اُس وقت پیش کی جاسکتی ہیں جب کوئی کرنے یا نہ کرنے کو کہے، یہاں ذکر سمجھنے اور رائے قائم کرنے کا ہے۔ مختصر یہ کہ اتنے تجربوں کے بعد بھی، آپ اس گورکھ دھندے کو اتنا محترم اور باوقعت سمجھ کیوں رہے ہیں؟ بسم اللہ کے پڑھنے میں دشواری ہے، تو جانے دیجئے، اعوذ باللہ کہنے میں کون مانع ہے؟

حبشہ، مغلوب ومفتوح حبشہ کے چند نوجوان لڑکوں کی تصویر ابھی ایک انگریزی اخبار میں نکلی ہے۔ دس دس بارہ بارہ پندرہ پندرہ برس کے ہیں۔ سر پر اطالوی ٹوپی، اور جسم پر اطالوی وردی! ہاتھوں میں اطالوی جھنڈا، پیروں میں اطالوی جوتہ! یہ خوش بخت فخر وطن، اطالیہ کی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں اور تصویر اسی منظر کی ہے ــــــ جسم کی غلامی تصویر دکھا چکی روح کی غلامی تصویر کو دکھا دینا کیا مشکل ہے؟ زبانوں پر اطالوی نعرے اور ترانے چڑھے ہوئے۔ دماغوں میں اطالوی علوم و فنون کی عظمت بیٹھی ہوئی۔ دل انہیں آرزوؤں کے مرکز، کہ سرکار اطالیہ میں یوں ناموری حاصل ہو۔ دربار مسولینی میں یوں مرتبے نصیب ہوں!

یہ بڑھیں گے تاکہ حبشہ گھٹے، یہ کمائیں گے، تاکہ حبشہ لٹے یہ ترقی کریں گے، تاکہ حبش کا دم نکلتا ہو آج ہی نکل کر رہے! ان کی سنگینیں حبشہ کے.... سینے کو چھید ینگی، ان کی گولیاں حبشہ کے جسم کو چھلنی چھلنی کرینگی۔ ان کی ٹھوکریں حبشہ کے لاشہ کو کچلیں گی، روندیں گی، پامال کریں گی! ــــــ برگشتہ بخت ہندی! تو کس منہ سے طنز کرنے چلا ہے؟ پہچان لے، انہیں میں سرکار اطالیہ کے بنائے ہوئے خان صاحب اور رائے صاحب ہوں گے۔ راجہ بہادر اور نواب بہادر ہونگے، سی، آئی، ای ہوں گے، نائٹ ہونگے، مجسٹریٹ ہوں گے، جج ہوں گے، منسٹر ہوں گے، ہوم ممبر، فینانس ممبر، لا ممبر ہوں گے، اور عجب نہیں، گورنر بھی ہوں۔

بدنصیب مسلم! اپنے نصیب کو رو، کہ خود تیرے گھر کے اندر یہی کیا حال ہے؟ جو پستی میں اور گمنامی میں پڑے رہے، وہ تو خیر، باقی ہم میں سے جو ابھرے وہ ہم میں رہے کب؟ ہم میں سے جو بی اے ہوئے اور ایم اے ہوئے جنہوں نے کالجوں میں تعلیم پائی، اور یونیورسٹیوں سے ڈگریاں حاصل کیں جنہوں نے "صاحب" کی عدالتوں میں اور محکموں میں عزتیں اور اونچے اونچے عہدے حاصل کئے، انہوں نے اپنوں میں باقی رہنا پسند کب کیا؟ وضع قطع ان کی "صاحب" کی سی، کھانا پینا ان کا صاحبوں جیسا، علوم و فنون ان کے صاحبوں والے رہنے سہنے کا طرز و طریقہ ان کا صاحبانہ۔ حد یہ ہے کہ داڑھی اور مونچھ اور سر کے بال کوئی ادنیٰ سی ادنیٰ شے بھی "صاحب" کے انداز و طریق سے سر مو ہٹنے نہ پائے!

اب تنقید و تنقیص کی سوجھتی ہے۔ وہ کس پر؟ تمام تر اپنے اسلاف پر، اپنی تاریخ پر، اپنے علوم پر، اپنی تہذیب پر، اپنے عقائد پر اپنے دین و ارکان دین پر، ٹھیک انہیں الفاظ میں جو "صاحب" کی

شفاخانہ سعادت منزل

کے

مجرّب ادویات

۱۔ **جذام کوڑ دق** جملہ امراض خبیثہ کا نہایت مجرب علاج کیا جاتا ہے قوت باہ کے لئے داخلی و خارجی بیش قیمت ادویہ و **سل و جنون** تیار کئے گئے ہیں مستورات اور چھوٹے بچوں کیلئے علاج میں خاص سہولت رکھی گئی ہے اضلاع کے مریضوں کے لئے خصوصیت سے سہولت کا انتظام کیا گیا ہے کہ خط آتے ہی فوراً جواب دیا جاتا ہے باہر کے احباب ۵ر کے ٹکٹ روانہ فرما کر ادویہ طلب فرمالیں۔ اوقات مطب صبح (۷) بجے سے (۹) بجے صبح تک شفاخانہ سعادت منزل روبروئے نخاس چوک اسپان شاہ علی بنڈہ پھر ساڑھے نو بجے صبح سے رات کے آٹھ بجے تک (شاخ) شفاخانہ روبروئے مسجد تپھر گٹی قریب جنکشن بس مچھلی کمان۔

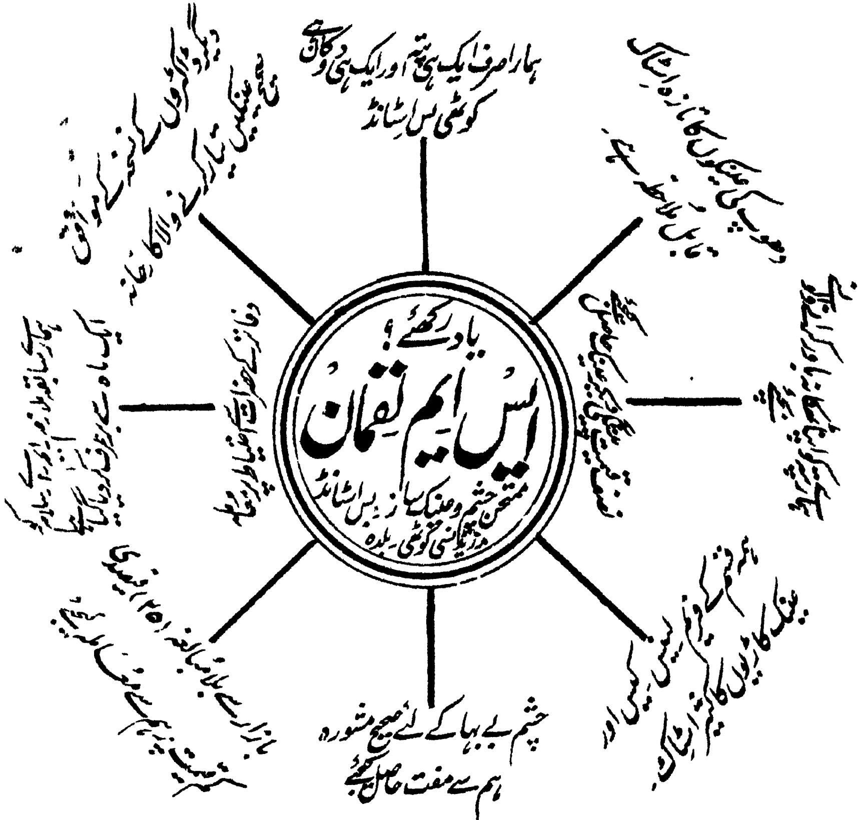
۲۔ **طلاء نادر شاہی** برقی قوت والا مکمل خارجی علاج نہایت سریع التاثیر بے ضرر اور سہل الاستعمال قطعی مایوسی کی حالت میں بھی منفعت حاصل کر کے تجربہ کیجئے۔ از کار رفتہ کمزور نوجوان و ضعیف ہر دو کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی شیشی خورد (۱۲؍) کلاں (۲؍) اضلاع کے اصحاب کو ہر قسم کی ادویہ اور طبی امداد بعجلت بہم پہونچانیکے لئے شفاخانہ میں جدید انتظامات کئے گئے ہیں ضرورت کے وقت مفصل حالات کے ساتھ ۵ر کے ٹکٹ بھیجئے۔

۳۔ **پائیوریا و دانتوں کی** جملہ خرابیوں کا مجرب حکمی علاج دنیا کے تمام اطباء و ڈاکٹر و آیور ویدک و ہومیوپیتھک معالجین کا یہ متفقہ تجربہ و فیصلہ ہے کہ دانتوں کی خرابی سے جملہ امراض جسمانی پیدا ہوتے ہیں ہمارا رجسٹرڈ طلسمی علاج بفضل خدا دانتوں کے جملہ خرابیوں کو دور کر کے پائیوریہ کا خاتمہ کر دیتا ہے مقامی مریض صبح نہار باسی منہ آجائیں مستورات کا علاج مستورات ہی کرتی ہیں اضلاع کے مریض خرچ پارسل کے لئے ۵ر کے ٹکٹ بھیجکر اصل طلسمی منجن قیمتی ایک روپیہ منگوالیں۔

۴۔ **تجدید شباب** یعنی حب اکسیر البدن جسمانی طاقت کی گولیوں کا استعمال کر کے جوانی کے بھولے ہوئے افسانہ کو پھر دہرا بھی سکتے ہیں ہزاروں اشخاص کے تجربہ نے اس کو اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ صرف حب اکسیر البدن ہی وہ دوا ہے جس کو انتہائی مایوسی کے عالم میں بھی امید کی شعاع کہا جاسکتا ہے اس کے استعمال سے صدہا اصحاب نے اپنے وزن میں زیادتی اور جسم میں غیر معمولی طاقت محسوس کی ہے نمونہ منفعت حاصل کیجئے قیمت (۳۰) گولیوں کی للعہ اضلاع کے احباب خرچ تبہ کے لئے ۵ر کے ٹکٹ بھیجکر دوا طلب کریں

منیجر شفاخانہ زبدۃ الحکماء عالیجناب حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ

آپ کو دھوکا ہوا؟



از منیجر کارخانہ ایس ایم لقمان ممتحن چشم و عینک ساز زیدی

کوٹھی ایس۔ اسٹانڈ سلطان بازار بلدہ

یتیموں کی اپیل برائے خریدی رسالہ

این نامۂ عاصی را نا خواندہ مکن پارہ ۔ بیچارہ رقم ... است از خون جگر چیزے

ماہنامہ انیس الغربا کوئی شخصی یا تجارتی رسالہ نہیں ہے بلکہ محض یتیموں کی ... جاری ... ہے ۔ لاہور کے بعد عروس البلاد [redacted] دوسرا شہر ہے جسکا یتیم خانہ ایسے اُردو "آرگن" کی اجرائی کا طرۂ امتیاز حاصل ... امید کے اسکی امداد اور اسکی خریداری غالباً نا قابل ترجیح نہوگی ۔ اولین فرصت میں آپ غور فرمائیں ... ہمارا ہاتھ بٹا سکتے ہیں ۔ علمی مضامین آپ بھی ملاحظہ فرماسکتے ہیں معزز و نیک دل بیگمات توفی ... اقبال صاحبزادے اور صاحبزادیاں بھی اپنی دنیاوی تعلیمات سے فرصت پاکر مطالعہ کرسکتی ہیں ۔ غرض یہ رسالہ ... بے فائدہ ثابت نہوگا ۔ اسکی ... اہمیت آپ پر ظاہر ہوئے بغیر نہ رہیگی اگر آپ کسی لمحہ فرصت میں ایسے رسالہ کی ضرورت پر تھوڑی دیر غور فرمائیں ۔ اسکے اخراجات اور اسکے مضامین اور سب سے بڑھکر پبلک میں یتیموں کا احساس پیدا کرکے وقت کی ایک شدید ترین ضرورت کو پورا کرنیکے کثیر فوائد کے مقابلہ میں بہ وجہ احسن فی سال میں ایک یا دو روپیہ آپکے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے ۔ رسالہ ہذا اسی توقع پر ... ملاحظہ ... کیا جارہا ہے امید کہ خریداری منظور کرکے ممنون فرمائی جائیگی ۔

شرح چندہ

۱۔ معاونین یتیم خانہ سے سالانہ (عـــ) روپیہ مع چرم قربانی سالانہ ... ماہی ... ماہی ...

۲۔ طلبہ و طالبات مدارس سے سالانہ (عـــ) " " " " " " "

۳۔ دیگر اشخاص سے سالانہ (عـــ) " " " " " " "

۴۔ انجمنوں اور کتب خانوں کو مفت اس توقع پر کہ معزز ممبر اپنے ... یتیموں کی مدد فرمائینگے ۔

قواعد

ف ماہنامہ "انیس الغربا" ماہ ہلالی کے اوائل میں شائع ہوگا ۔

ف معاونین و جدید خریدار صاحبین تحریری فرمائش روانہ فرمائیں ورنہ عدم ترسیل رسالہ کی شکایت معاف ۔

ف ہماری دوکانوں پر کم از کم دس روپیہ کا آرڈر دینے والے حضرات کو رسالہ ہذا ایک سال تک مفت روانہ کیا جائیگا ۔

ف دو خریدار پیدا کرنیوالے حضرات کو بھی رسالہ ہذا ایک سال تک مفت روانہ کیا جائیگا ۔

ف جو صاحب کم از کم پانچ چرم قربانی روانہ فرمائیں تو ان کو ایک سال ... رسالہ مفت بھیجا جائیگا ۔

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر جناب مولوی مفتی سید شاہ احمد علی صاحب صوفی

جاری جو کیا بدر نے ماہوار رسالہ ۔ حامی ہے یتیموں کا گروہ غربا ہے

اے مفتی صوفی صفی صاف یہ کہدو ۔ اجرائی کی تاریخ انیس الغربا ہے

۱۳ ۵۵

یتیموں کی اپیل برائے اشتہارات

یتیم خانہ انیس الغربا .... سال سے قائم ہے اور اسوقت دو سو لڑکے اور لڑکیاں زیر پرورش ہیں۔ لڑکیوں کی شادی بھی کر دیجاتی ہے بلا امداد سرکاری محض پبلک کی اجتماعی قوت سے ..... امرا و جاگیردار اور عہدہ داروں کی خاص ہمدردی سے کام ایک اچھے پیمانہ پر چل نکلا ہے یتیم خانہ کے مختلف کارخانوں کی وجہ سے بھی خاص و عام میں اسکی ابھی خاصی شہرت ہے۔ کاروبار بڑھ جانے سے ایک رسالہ "ماہنامہ انیس الغربا" جاری کیا گیا ہے جو معاشرت کی اصلاح اور یتیموں کا احساس پیدا کرنیکے لئے ہر مہینہ ہزار اور دو ہزار کی درمیانی تعداد میں تقریباً مفت تقسیم کیا جاتا ہے اسکے مضامین چونکہ اصلاحی ہوتے ہیں نیز اسکی آمدنی چونکہ یتیم معصوموں کی ضرورتوں پر صرف کیجاتی ہے اسلئے یہ رسالہ دیگر شخصی تجارتی رسالوں کی بہ نسبت زیادہ ہر دلعزیز اور زیادہ دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے لہذا اسکے اشتہار سینکڑوں ہزاروں ہاتھوں میں جاتے ہیں اور بیحد تشہیر کا باعث ہوتے ہیں اس میں اشتہار دینے سے تشہیر کے کامیاب اور تجارت کے فروغ پانیکے علاوہ اس سے یتیموں کو جو امداد ملیگی اور آپ کو جو ثواب حاصل ہوگا اور اس ثواب سے آپکی تجارت میں منجانب اللہ جو برکت ہوگی وہ خدائے پاک ہی بہتر جانتا ہے۔ انشاء اللہ تعالی رسالہ ہذا بہمہ وجوہ موجب نجات ثابت ہوگا آپ اس میں اشتہار دیکر دنیا و آخرت دونوں کمائیں۔

آپ چونکہ روشن خیال ہیں اصول تجارت و اصول اشتہار سے واقف اور یتیموں سے بھی خاص ہمدردی رکھتے ہیں۔ اسلئے آپسے خاص طور پر اشتہار کی استدعا کرنی بے موقع نہوگا۔ لہذا قوی توقع ہے کہ آپ صرف تشہیر کے خیال ہی سے نہیں بلکہ یتیموں کی پرورش اور انکی تعلیمی امداد کا لحاظ فرما کر اشتہار کا آرڈر ضرور دینگے۔ آپ دوسرے امور کو چھوڑ کر بھی محض یتیموں کی خاطر یتیموں کی درخواست کو قبول فرمائینگے کیونکہ آپکے وسیع کاروبار کے مد نظر اشتہار کی ایک چھوٹی سی رقم کوئی چیز نہیں۔

ماہران فن اشتہار کی رائے ہے کہ ماہانہ رسالہ جات کے اشتہار چونکہ ایک ماہ تک مطالعہ میں رہتے ہیں اسلئے انکا ایک اشتہار ہفتہ وار اخبار کے چار اور روزانہ اخبار کے تیس اشتہاروں کا کام دیتا ہے۔ لہذا کیا بلحاظ کفایت کیا بلحاظ ثواب امداد یتامٰے کیا بلحاظ فائدہ کثیر و ہر دلعزیزی رسالہ اور کیا بلحاظ کمی اجرت یتیم خانہ کا رسالہ زیادہ ترجیح کے قابل ہے۔ نوٹ:۔ اس نرخنامہ کی رعایت وہی مشتہرین فائدہ اٹھاسکتے ہیں جو اجرت پیشگی مرحمت فرمائینگے۔

نرخنامہ اشتہارات

مدت	پورا صفحہ	نصف	ربع	آٹھواں حصہ
ماہانہ	مہ	عالہ	عہ ہر	ا ر
سہ ماہی	لعہ	لے	مے	عہ

مدت	[illegible]	نصف	ربع	آٹھواں حصہ
ششماہی	مہ	عہ	مہ	عال ہر
سالانہ	سے	عہ	لہ ہر	۱۲ ے

مطبع برقی اعظم جاہی شاہ علی بنڈہ سے طبع ہو کر یتیم خانہ انیس الغربا حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ .... جلد